

# اسلام کا قانون شفعہ

پروفیسر وحید الدین

گومل یونیورسٹی، ڈیرہ اسماعیل خان

۱۔ موضوع کا تعارف | شفعہ ایک مستقل قانون نہیں بلکہ بیع و شرا کے عام قانون کی ایک استثنائی شکل ہے شرعی اصولوں کے مطابق فریقین کسی بیع (خرید و فروخت) پر رضامند ہو جائیں تو کسی بھی تیسرے شخص کو اس سودے بازی میں مداخلت کا کوئی حق نہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا لا یبیع بعضکم علی بعض لہ۔ تم میں سے کوئی شخص دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے۔

ایک دوسری حدیث میں یہ ارشاد بھی ہے

لا یحل مال امری الا بطیب نفس لہ کسی شخص کا مال اس کی خوشنودی کے بغیر حلال نہیں۔

مگر شفعہ میں باہمی رضامندی سے طے شدہ ایک جائز سودے میں تیسرا شخص (شفیع) مداخلت کرتا ہے اور اصل خریدار سے اس کی رضامندی کے بغیر شفعہ زبردستی جائیداد خرید لیتا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

قد نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بیع المضطر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بیع سے منع فرمایا جس میں کسی شخص کو بیع پر مجبور کر دیا گیا ہو۔

۱۔ ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری: الجامع الصحیح، کتاب البیوع، باب ۵۸ حدیث ۲۱۳۹  
 ۲۔ ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری: الصحیح المسلم، کتاب البیوع، باب تحمیل الرجل علی بیع اخری، حدیث ۳۶۹۴  
 ۳۔ ولی الدین بشکوۃ المصابیح، ج ۱، قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۲۵۵

شفع کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اگر خصوصی حکم نہ ہوتا تو بیع کے عام شرعی اصولوں کی روشنی میں اس کا جواز بھی نہ ہوتا اسلامی احکام کی رو سے شفع جائیداد بڑھانے کا ذریعہ نہیں بلکہ اپنی جائز ملکیت کے استعمال میں پیش آنے والی تکالیف کو دور کرنے کا ایک طریقہ ہے یہ شرعی پابندی اس لیے عائد ہے کہ صرف ضرورت مند افراد ہی اپنی ضروریات پوری کر سکیں اس کی تائید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات گرامی ملاحظہ ہوں۔

أَيُّكُمْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ أَوْ نَخْلٌ وَلَا يَبِعُهَا حَتَّىٰ يَرْضَاهَا عَلَىٰ شَرِيكِهِ  
 تم میں سے جس شخص کی ملکیت میں کوئی زمین یا نخلستان ہو تو وہ اس کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک اپنے شریک کو اس کی پیشکش نہ کرے۔

الشفعة في كل شرك من ارض او ربع او حائط - شفع ہر مشترک میں واجب ہے خواہ مکان ہو یا باغ۔

لا يحل له ان يبيع حثي يؤذن شريكه ان شاء اخذ وان  
 شاء ترك فاذا باع ولم يؤذنه فهو احق به  
 مالک زمین کے لیے حلال نہیں کہ وہ اپنی زمین بیچے جب تک کہ اپنے شریک کو اس کی اطلاع نہ دے دے پھر وہ چاہے تو اسے لے لے اور چاہے تو چھوڑ دے لیکن اگر وہ زمین اس نے بیچ دی اور اسے نہ بتایا تو وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

۲۔ شفعہ کا مفہوم | شفعہ لفظ شفع سے نکلا ہے جس کا مفہوم ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ ملانے کا ہے اور اپنی ملکیت کے ساتھ دوسرے کی ملکیت ملا لینے کو شفعہ کہتے ہیں۔

۱۔ امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب : سنن نسائی، کتاب البیوع، باب الشریک فی النخل، جلد دوم،

ص ۲۳۳ بیع قدیمی کتب خانہ کراچی،

۲۔ صحیح مسلم، کتاب المساقات، باب الشفع، حدیث ۴۰۰۴۔

۳۔ صحیح مسلم، جلد دوم، باب الشفع، ص ۳۲۔

لغوی مفہوم : دو چیزوں کا جوڑ ہمسائیگی کی بنیاد پر حق خرید۔ دیوانگی۔ آنکھ۔ چاشت کے وقت کی دو رکعتیں۔

الشفعة شفیع۔ عند الفقہاء زمین یا دکان میں ہمسائیگی کی وجہ سے حق خرید۔ دوزخی۔ آنکھ  
الشفعة (ہی) لغة الضم ومنه الشفع في الصلوة لضم وكعة  
الی اخری <sup>لہ</sup>

ترجمہ: شفیع لغت میں ملانے کو کہتے ہیں اور اس سے ناز کا دکانہ ایک رکعت کو دوسری رکعت سے ملانا مراد ہے۔

والشفع هو الضم سمیت بها لما فيها من ضم المشتري  
الی ملك الشفيع <sup>لہ</sup>

ترجمہ:

اصطلاحی مفہوم: الشفعة حق الجار فی تملك العقار جبداً علی مشتری  
بغروط التي رسمها الفقهاء  
ترجمہ:

الشفعة هي اخذ الشريك حصة شريكه التي باعها بثمنها الذي  
باعها به <sup>لہ</sup>

ترجمہ:

۱۔ فیروز اللغات، ص ۳۲۹، ط ۱، ۱۹۶۵ء، فیروز سنز لاہور

۲۔ ابر الفضل عبد الحفیظ بیادوی: مصباح اللغات، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، اکتوبر ۱۹۶۹ء۔

۳۔ ملا علی قاری، علی بن محمد سلطان الحنفی: شرح النقایہ، جلد دوم، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی صلا

۴۔ حاشیہ شرح النقایہ صلا

۵۔ المعجم الوسیط، الجزر الاول، ط ۲، ۱۳۹۳ھ۔ مطبع دار المعارف بصرہ ص ۱۹۴۳

۶۔ البرکب جابر الجزاری: منہاج العلم دار المطبعت الحدیثہ المغرب ۱۳۹۶ھ ط ۲ ص ۲۶۹

وفى عرف الفقهاء (هى تملك) العقار على مشتمليه جبراً بشمل ثمنه<sup>له</sup>  
ترجمہ:

حق تملك قهري للشريك القديم على الحادث في مالك<sup>له</sup> بعوض -

ترجمہ:

الشفعة تملك المشتري بمقدار الثمن الذي قام على المشتري<sup>له</sup>.

ترجمہ: کسی خریدار سے اس کے حق ملکیت کو اس قیمت پر حاصل کرنا جو اس نے خریداری میں ادا کیا ہو۔

الشفعة شفعة من الشفيع وهو الضم سميت بها لما فيها من

ضم المشتراة الى عقار الشفيع<sup>ك</sup>

ترجمہ: شفیعہ ایک ایسی فروخت کردہ جبری چیز کا نام ہے جس کے ساتھ شفیع کا ترجیحی حق خرید

متعلق ہو۔

الشفعة في الملك معروفة وهي شفעתه مشتقة من الزيادة لان

الشفيع يضم المبيع الى ملكه فيشفعه به كانه كان واحداً وتوا

فصار زوجاً شفعا<sup>ش</sup>.

ترجمہ: ملکیت میں شفیعہ معروف ہے اور یہ زیادتی اور ملانے کے مفہوم سے نکلا ہے اس لیے

کہ شفیع کا حصہ دار اپنی ملکیت کے ساتھ فروخت شدہ جائیداد کو ملا کر اس ملکیت میں اضافہ

کر لیتا ہے گویا کہ اس کی ملکیت پہلے طاق تھی اب جفت ہو گئی۔

درج بالا تعریفات کا بغور مطالعہ کرنے سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ شفیع سے ایک شفیع

۱؎ ابو ذر یاججی بن شرف نووی: معنی المحتاج، ج ۲، مطبع دار احیاء التراث العربی بیروت لبنان ص ۲۹۴

۲؎ مجلہ الاحکام العدلیہ، مطبع قدیمی کتب خانہ کراچی، ص ۱۸۵ (۱۶ و ۹۵۰)

۳؎ المرغینانی، ہدایہ اخیرین، ج ۴، کتاب الشفیعہ، مکتبہ الارویہ لمقان، ص ۳۸۷

۴؎ ابن منظور: لسان العرب، جلد ۸، مطبع قم ایران ۱۳۰۵ھ، ص ۱۸۴

اپنی سابقہ ملکیت کو آزادانہ اور پر امن استعمال میں رکھنے کے لیے اسی سے متصل غیر منقولہ جائیداد کو اپنی ملکیت کے لیے حاصل کر سکتا ہے اور اس طرح دوسرے ہاتھ فروخت کرنے سے ممکنہ خرچ سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

شفعہ کا انگریزی ترجمہ عام طور ”کیا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم شفع کا وہ ترجمہی حق ہے جو دوسروں کے حق خریداری پر فوقیت رکھتا ہے اسفود و کشری میں اسکا مفہوم یہ ہے

ترجمہ : کسی ایک شخص یا کسی ایک کارپوریشن کی ایسی خرید جس سے پہلے کسی دوسروں کو خریداری کا موقع نہ فراہم کیا گیا ہو شفع کی صحیح تعبیر اس مفہوم سے واضح نہیں ہوتی اس میں نہ جائیداد غیر منقولہ کی کوئی تخصیص ہے اور نہ یہ شرط ہے کہ پہلے وہ سے کسی اور نے خریدی ہو اور نہ حق دار کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ پہلے سے فروخت شدہ

جائیداد سے متصل کسی جائیداد کا مالک ہو

۲۔ بنیادی اصطلاحات شفیعہ | شفیعہ کا لغوی و اصطلاحی مفہوم بیان کرنے کے بعد چند

ضروری اصطلاحات کا تعارف بھی لازمی ہے۔

و شفیع ، الشفیع هو من كان للاحق الشفعة

ترجمہ : شفیع وہ شخص ہے جسے حق شفیع حاصل ہو۔

ب مشفوع - المشفوع هو العقار الذي تعلق به حق الشفعة

ترجمہ : ایسی جائیداد جس کے حق میں شفیع متعلق ہو

ج مشفوع بہ - المشفوع بہ هو ملك الشفيع الذي كان به الشفعة<sup>۱</sup>

ترجمہ : شفیع کی وہ ملکیت جس کی وجہ سے حق شفیع اسے حاصل ہو۔

۴۔ مراتب شفعاً | شفعہ کا حق حسب ذیل تین اشخاص کو حاصل ہے۔

شفیع<sup>۱</sup> شریک : شفیع<sup>۲</sup> خلیط ، شفیع<sup>۳</sup> جار

۱۔ شفیع شریک : اسے مراد وہ شخص ہے جو مشفوع زمین کے وابستہ حقوق (حق گذر، حق گذر

آب میں شریک ہو۔

۲۔ شفیع شریک کا تعلق ذات بیع سے اور شفیع خلیط کا تعلق حق بیع سے ہوتا ہے۔

۳۔ شفیع جار : اس سے مراد وہ شخص ہے جس کی زمین مشفوعہ زمین سے متصل ہو۔

شرکت ملکیت ، شرکت حقوق اور ہمسائیگی اسلامی شعبہ کی تین بنیادیں ہیں۔ اور یہ امتیاز صرف دین اسلام کو حاصل ہے جس نے اس حق کو خصوصی حکم کے نفاذ سے ایک تمدنی ضرورت کو پورا کیا ہے شفیع کا جواز ایک خصوصی حکم سے ہوا ہے اس لیے اس میں ترتیب بھی دہی رہے گی جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ شرعی ضابطہ یہ ہے ایک سے زیادہ شفیع ہونے کی صورت میں ترجیح اسے حاصل ہوگی جس کا دعویٰ بلحاظ تعلق قربت زیادہ مضبوط ہو اس لحاظ سے شریک جائیداد کو حقوق میں شریک پر اور حقوق میں شریک کو جابجا حق ترجیح حاصل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے - الشريك احق من الخليط والخليط احق

من الشفيع الجار<sup>۲</sup>

شریک خلیط سے زیادہ حق دار ہے اور خلیط شفیع جار سے زیادہ حق رکھتا ہے۔

عام شعبی سند کے حوالہ سے صحیح سند کے ساتھ آپ کا ایک دوسرا ارشاد ملاحظہ ہو۔

۱۔ ایضاً ، مادہ ۹۵۳ ، ص ۱۸۵

۲۔ جمال الدین ابی محمد عبداللہ بن یوسف الزبیدی ، نسب الراہج ، ۴ ، طبع ۱ ، دار نشر اکتب اسلامیا لاہور

۱۳۵۶ھ ص ۱۶۶  
۱۹۳۸م

الشفيع اولی من الجار والجار اولی من الجنب<sup>۱</sup>

ترجمہ: شفیع (شریک) پڑوسی کے مقابلے میں قابل تزییح ہے اور پڑوسی دوسرے پہلو والوں پر تزییح رکھتا ہے۔

لہذا اس ترتیب میں کسی قسم کی تبدیلی نص کے خلاف ہوگی۔ حدیث پاک کی روشنی میں قاضی مشرعی نے اس کا ذکر درج ذیل الفاظ میں اس طرح کیا ہے :

الخلیط احق من الشفيع والشفيع احق من الجار والجار ممن  
سواہ<sup>۲</sup>

ترجمہ: شریک کا حق شفیع سے زیادہ ہے اور شفیع کا حق پڑوسی سے اور پڑوسی کا حق باقی تمام لوگوں سے زیادہ ہے۔

المجد میں بھی ترتیب ایک ضابطہ کی شکل میں درج ذیل الفاظ میں ہے۔

حق الشفعة اولاً للمشارك في نفس المبيع ثانياً للخليط في حق  
المبيع ثانياً للجار الملاصق وما دام الاول ليس لأخرين حق  
الشفعة وما دام الثاني طالباً فليس للثالث حق الشفعة<sup>۳</sup>۔

ترجمہ: حق شفعہ میں پہلا فرزند شدہ چیز میں شریک کا ہوتا ہے۔ اس کے بعد خلیط (طریق خاص شرب خاص میں شریک) کا حق ہوتا ہے اور اس کے بعد جار ملاصق ہمسایہ (بلا فاصلہ) کا جب ملاصق اول کی طرف سے ہو تو دوم اور سوم کو کوئی حق حاصل نہ ہوگا اور اگر دوم کی طرف سے ہو تو سوم کو کوئی حق حاصل نہ ہوگا۔

<sup>۱</sup> ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصغالی: المصنف، ج ۸، طبع اول، مکتب اسلامی بیروت لبنان ۱۳۹۲ھ، حدیث ۱۲۳۹، ص ۷۹۔

<sup>۲</sup> زلیحی، علامہ جمال الدین ابی محمد عبدالشرین یوسف: نصب الرایۃ لاحادیث الہدایۃ، ج ۴، دار نشر کتب اسلامیہ طہ ہورا، ۲۳۵۲ھ، ص ۱۷۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، ج ۷، ص ۱۶۷، حدیث ۲۷۶۷۔

<sup>۳</sup> الحجۃ، مادہ ۱۰۰۹، ص ۱۹۵۔

پڑوسی کو شرعاً حق شفعہ حاصل ہے۔ البتہ شریک ملکیت کی موجودگی میں اسے یہ حق باقی نہیں رہتا۔  
 حدیث پاک میں ہے۔ اِنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَرْضِي لِي بِسِوَا شِرْكَةٍ  
 وَلَا قِسْمَةِ الْاَجْوَادِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْجَارَ اِحْتِقَابُ سِقْيِهِ  
 ترجمہ: ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری زمین میں نہ کسی کی شرکت ہے اور نہ کسی تقسیم کی  
 ضرورت ہے البتہ پڑوسی سے آپ نے فرمایا پڑوسی دوسروں کے مقابلہ میں شفعہ کی وجہ  
 سے (زمین کا) زیادہ حق دار ہے۔

حضرت ابراہیم نخعیؒ نے درج ذیل الفاظ میں اس ضابطہ کا ذکر کیا ہے۔

الشريك احق بالشفعة فان لم يكن شريك فالجار

ترجمہ: شریک شفعہ کا زیادہ حقدار ہے اگر وہ نہ ہو تو پڑوسی۔

شریعت میں صرف شفعہ شریک - شفعہ خلیط - اور شفعہ جار کو حق شفعہ حاصل ہے اور مزارع  
 کو محض مزارع کی حقیقت سے شفعہ کا کوئی حق حاصل نہیں مگر مارشل لا ریگولیشن میں شفعہ کا سب سے  
 پہلا حق اسے دیا گیا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ مزارع کے ساتھ شریک ملکیت کو بھی شفعہ کا کوئی حق نہیں جیکہ یہ حکم ان  
 تمام احادیث کے خلاف ہے جس میں شریک ملکیت کو شفعہ میں سب سے پہلا حق دیا گیا ہے۔  
 آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من كان له شريك في حائط، فلا يبيع نصيبه من ذلك حتى

يعرضه على شريكه

ترجمہ: جس شخص کا کسی باغ میں کوئی شریک ہو تو وہ اس باغ میں اپنا حصہ ہرگز فروخت نہ کرے جب  
 تک وہ اپنے شریک کو اس کی پیشکش نہ کرے حضرت ابن عباسؓ بھی ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔

۱۔ سنن ترمذی، کتاب البیوع، ج ۱، ۲، باب ذکر الشفعة واحكامها، بیع مصر ص ۲۲۰

۲۔ مصنف بن ابی شیبہ، ج ۱، حدیث ۲۷۶۸، ص ۱۶۷

۳۔ مارشل لا ریگولیشن ۱۹۷۲ء، فترہ ۲۵ - شق نمبر ۳ ذیل طوسی -

۴۔ ابوعلی محمد بن علی سور الترمذی، جامع ترمذی، کتاب البیوع - حدیث ۱۳۱۲



الشوريك شفيع شرکيک ملکیت شفيع کا حقدار ہے۔

مازل لاہ کے اس ریگولیشن نے ایک مزارع (جسے شرعاً کسی درجہ کا حق شفيع حاصل نہیں) اس کے ساتھ شرکيک ملکیت (جسے شرعاً سب سے پہلا حق حاصل ہے) اس کو حق شفيع سے محروم کر دیا جبکہ شرعی قوانین میں شرکيک ملکیت اپنے اول حق کی وجہ سے پڑوسی کو شفيع سے محروم کر دیتا ہے (جسے شرعاً قانونی درجہ میں حق شفيع بھی حاصل ہے۔

### حق شفيع کے مطالبات

درجہ ذیل تین طریقوں سے شفيع کا حق حاصل ہو جائے گا۔

۱: طلب مواثبتہ - ۲: طلب التقریر والاشہاد - ۳: طلب الخصومة والتمکک۔

یلزم فی الشفعة ثلاث طلبات - طلب المواثبتہ - وطلب التقریر والاشہاد - طلب الخصومة والتمکک۔

ترجمہ: شفيع میں تین قسم کے مطالبات لازمی ہیں۔ اول طلب مواثبتہ - دوم طلب تقریر والاشہاد - سوم طلب الخصومۃ والتمکک۔

ثم الطلب علی ثلاثة انواع - طلب المواثبتہ - طلب التقریر والاشہاد - وطلب تمليكہ

طلب مواثبتہ: مواثبتہ کے معنی ہیں جلدی کرنا۔ واثبتہا ای طلبہا علی وجہ

السرعة والمبارزة

یعنی سرعت اور تیزی سے شفيع طلب کیا

طلب مواثبتہ سے مراد کسی شخص کا جائیداد کی بیع کی نسبت مطلع ہونے کے بعد اس مجلس میں

اس رائے کا اظہار کرنا ہے کہ وہ شفيع دائر کرتے گا۔

۱۳۱۲ جامع ترمذی: کتاب الاحکام باب ما جاء ان الشوريك شفيع حدیث ۱۳۱۲

المجلد - ۱۰۲۸، ص ۱۹۹

۱۴۲-۱۶۱ جماعت من علماء ہند: الفتاویٰ الہند، ۵ ج، دار المعرفۃ بیروت، ۱۲۱۰ھ، ص ۱۶۱-۱۶۲

۱۴۳ نصب الرایہ، ۲ ج، ص ۲۶۶ / ۲۶۷ / ۲۶۸ ج ۲، ص ۲۹۰

الشفعة لمن واثبها - شفعة اس شخص کے لیے ہے جو فوراً اس کا مطالبہ کرے۔  
 قال رسول الله صلى الله عليه وسلم - الشفعة كحل العقائل -  
 شفعة اونٹ کی رسی کھولنے کی مانند ہے۔

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بیع کا علم ہونے پر بھی شفعة کے مطالبہ کا کوئی اقدام نہ کیا جائے  
 تر شفعة کا حق ہاتھ سے جاتا رہتا ہے یعنی جس طرح رسی کھل جائیکے بعد اونٹ کی نگرانی نہ کی جاوے تو وہ  
 ہاتھ سے نکل کر گم ہو جاتا ہے اس طرح بیع کا علم ہو جانے کے بعد شفعة طلب نہ کیا جاوے تو وہ بھی  
 ہاتھ سے نکل جاتا ہے اور شفعة باطل ہو جاتا ہے۔  
 قاضی شریح نے بھی وضاحت سے لکھا ہے

انما الشفعة لمن واثبها - شفعة صرف اس شخص کا حق ہے جو اس کی طرف  
 چھلانگ لگا کر جائے۔  
 الجلد سے بھی اس کی تائید ملتی ہے۔

يلزم الشفيع ان يقول كلاماً يدل على طلب الشفعة في المجلس  
 الذي سمع فيه عقد البيع في الحال كقوله انا شفيع المبيع  
 واطلبه با الشفعة ويقال لهذا طلب المواثبة<sup>١</sup>  
 جس مجلس میں جائیداد زیر شفعة کی فروخت کا حال شفیع سن لے اس کے لیے لازمی ہے فوراً  
 اسی وقت حق شفعة کا مطالبہ کرے مثلاً یہ کہہ دے کہ میں اس جائیداد پر شفیع ہوں یا اس جائیداد  
 کو بحق شفعة لینا چاہتا ہوں اس کو طلب المواثبة کہتے ہیں۔  
 فتاویٰ عالمگیری میں اس کی صراحت موجود ہے۔

۱۔ نصب الرایہ ، ج ۴ ، ص ۱۶۷ / ہدایہ ، ج ۴ ، ص ۳۹

۲۔ نصب الرایہ ، ج ۴ ، ص ۱۶۷

۳۔ المصنف ، ج ۸ ، حدیث ۴۰۶ ، ص ۸۳ / ابو عبد اللہ محمد بن زید ابن ماجہ ، باب للب الشفعة ، ص ۱۸۲

۴۔ الجلد ، ۱۰۲۹ ، ص ۱۹۹

إذا علم الشفيع بالبيع ينبغي له أن يطلب الشفعة على الفور  
إذا سكت ولم يطلب بطلت شفعته<sup>له</sup>

ترجمہ: جب شفیع کو بیع کا علم ہو تو فوراً اسی لحظہ میں شفعہ طلب کرے اور جب خاموش رہے  
فوراً طلب نہ کرے تو اس کا شفعہ باطل ہو جائے گا۔ البتہ مجنون فاجر العقل اور نابالغ کی  
طرف سے ان کا ولی اور سرپرست شفعہ دائر کر سکتا ہے اگر ولی نے شفعہ دائر نہ کیا ہو  
تو بعد از ہوشیاری یا بعد از بلوغ متذکرہ افزا شفعہ دائر نہیں کر سکتے اگلی تائید  
درجہ ذیل حوالوں سے ملتی ہے۔

يطلب حق الشفعة المحجورين وليهم وان لم يطلب الولي حق  
شفعته الصغيرة لا تبقى له صلاحية طلب حق الشفعة  
بعد البلوغ<sup>بہ</sup>

ترجمہ: محجورین کی طرف سے شفعہ کا مطالبہ ان کا ولی کرے گا اگر ولی نے یہ وقت مطالبہ شفعہ  
کا نہیں کیا تو کسی لڑکے کو بعد بلوغ یہ حق باقی نہیں رہے گا۔  
بحر میں بھی ایسا ذکر ہے۔

اگر مشفوعہ زمین کی فروخت پر الملاح پانے کے باوجود شفیع نے اس مجلس میں طلب ہوا تب نہ کی  
اور مجلس سے اٹھ آیا دوسرا کام میں مشغول ہوا تو شفعہ کا حق ساقط متصور ہوگا " مجلس سے اٹھا " یہ طلب  
فی الفور ضروری ہے۔ بقا مجلس تک اسی کا اختیار ممتد نہیں (عند عامۃ المشائخ) بعض مشائخ کا اس  
میں خلاف ہے اور اس کی تصحیح بھی منقول ہے

۱۔ الفتاویٰ ہندیہ، ج ۵، ص ۱۷۲۔ مزید حوالے کتاب الشفعہ، فتاویٰ قاضی خان شامی بحر الرائق  
فتح القدر اور بدائع الفاضل میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

۲۔ التلمذ، مادہ ۱۰۳۵، ص ۲۰۰

۳۔ علامہ زین الدین ابن نجیم: البحر الرائق، ج ۸، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، کتاب الشفعہ۔

**طلب التقریر والاشہاد** طلب اشہاد کے معنی گواہ بنا کر شفعہ کا تقاضا کرنا ہے طلب مواثبت کے فوراً بعد شفیع دو گواہوں کے رد و ربو بائع یا مشتری یا مشغوعہ زمین کے پاس شفعہ کا مطالبہ کرے یہ طلب اشہاد ہے اگر شفیع جگہ سے دور ہے تو بذریعہ وکیل یا خط و کتابت کاروائی عمل میں لائے۔  
المجلد میں یہ ضابطہ درج ذیل الفاظ میں ہے۔

لواخرا الشفیع طلب التقریر والاشہاد مدة یمكن اجراءه فیها  
ولو بارسال مکتوب یسقط حق شفعتہ

ترجمہ: ”اگر شفیع نے طلب التقریر والاشہاد کو اتنی مدت تک مؤخر کر دیا جس میں کم از کم ایک تحریر کے ذریعہ یہ مطالبہ کیا جاسکتا تھا تو حق شفعہ ساقط ہو جائے گا“  
یعنی طلب مواثبت کے بعد اتنی مدت گزری کہ جس میں شفیع طلب اشہاد کر سکتا تھا لیکن اس نے ایسا نہ کیا تو اس کا شفعہ ساقط تصور ہوگا

**طلب خصومت والتملک** اس کا مطلب یہ ہے کہ طلب اشہاد کے بعد حق شفعہ کے نفاذ کے لیے عدالت میں باقاعدہ دعویٰ دائر کر دیا جاوے۔

تائیدی حوالہ جات درج ذیل ہیں

یلزم ان یطلب ویدعی الشفیع فی حضور المحاکم بعد طلب التقریر  
والاشہاد ویقال لهذا طلب الخصومة والتملک  
طلب التقریر والاشہاد کے بعد شفیع پر لازم ہے کہ سامنے شفعہ کا دعویٰ پیش کرے  
اسے اصطلاحاً طلب الخصومة والتملک کہتے ہیں۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

وعن محمد و زفر رحمہما اللہ تعالیٰ وهو رواۃ عن ابی

یوسف رحمہ اللہ ان اشہد وترک المخاصمة شهرامن  
غیر عذر تبطل شفعتہ والفتویٰ علی قولہما۔

یعنی طلب اشہاد کے بعد شفع نے بلا کسی عذر ایک ماہ کے اندر طلب خصومت نہ کی  
یعنی دعویٰ شفع عدالت میں داخل نہیں کیا شفع ساقط قرار پائے گا۔

البتہ شفع کا کسی در ملک میں سفر پر ہونا یا ایسا مریض ہونا جس کی وجہ سے دوران مدت ایک  
ماہ میں شفع کا دعویٰ دائر کرنا ممکن نہ ہو اور کسی دوسرے شخص کے ذریعہ دعویٰ دائر نہ کیا جاسکتا ہو  
تو یہ امور تاخیر دعویٰ از میعا کے لیے عذر بن سکتے ہیں۔

ولو ترک المخصومة ان كان بعد نحو مرض او حبس او غیو لا  
ولم یکنہ التوکیل لم تبطل شفعتہ<sup>۱</sup>۔

لہذا ثابت ہوا کہ شفع دائر کرنے کے لیے ایک سال کی مدت شرعی نقطہ نظر سے درست  
نہیں کیونکہ اس سے خریدار کی حق تلفی بھی ہوتی ہے۔

شفعہ کا مقصد یہ نہیں کہ ایک شخص جائیداد میں اضافہ کرتا چلا جائے بلکہ اس کا مقصد تو  
یہ ہے کہ وہ اپنی جائیداد سے متصل جائیداد کی فروخت کی صورت میں ممکنہ نقصان سے بچ جائے  
جو ہر شخص کا ایک بنیادی حق ہے جس کا تحفظ شریعت نے ایک ضابطہ کی شکل میں دیا ہے اگر وہ  
ایک محقول وقت کے اندر شفعہ کا دعویٰ دائر نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ حقیقی طور پر  
ضرورت مند نہیں ہے تو پھر شفعہ کا حق اسے کیوں حاصل ہو۔

## شرائط شفعہ

شفعہ کی بنیادی شرطیں طبع عقار کے | یعنی شفعہ کا حق فروخت شدہ جائیداد غیر منقولہ میں ہوگا حدیث  
مبارک میں آتا ہے۔

۱۔ الفتاویٰ الہندیہ ، ج ۵ ، ص ۱۴۳

۲۔ الفتاویٰ الہندیہ ، ج ۵ ، ص ۱۴۳

عن جابر قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الشفعة  
فی کل شریکۃ لم تقسم دبقہ وحائطاً

ترجمہ: حضرت جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مشترک چیز میں  
فیصلہ فرمایا ہے جب تک اس کی تقسیم نہ ہوئی ہو خواہ مشترک مکان ہو یا باغ -  
درج بالا حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ شفعہ صرف غیر منقولہ اشیاء میں واقع ہوگا ائمہ  
کرام احناف - شوافع مالکیہ اور حنابلہ کا اس میں اتفاق ہے -

اتفق الائمۃ علی ثبوت الشفعة فی العقار الذی یقبل  
القسمۃ

ترجمہ: "تمام ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ ایسی غیر منقولہ جائیداد جو قابل تقسیم ہو اس میں شفعہ  
کا حق ثابت ہے -

### منقولہ جائیداد میں شفعہ کا کوئی ثبوت نہیں

لا تثبت فی منقول بل فی ارض وما فیہا من بناء وشجر تبعاً

ترجمہ: "حق شفعہ منقولہ جائیداد میں نہیں بلکہ صرف زمین اور اس کے متعلقات مثلاً اس میں تعمیر  
اور درختوں وغیر پر ہے" عقار کی تعریف میں درخت یا عمارت زمین کے بغیر شامل نہیں -  
اس وجہ سے درخت یا اس کے پھل اور عمارتی لمبوں میں حق شفعہ جاری نہ ہوگا ہاں اس  
ضابطہ کی ایک استثنائی شکل ہو سکتی ہے - جو ذیل میں درج کی جاتی ہیں -

کوئی عمارت ایک سے زائد منزل پر مشتمل ہو اور ان سب کا راستہ پہلی منزل میں ہو تو اس عمارت  
کی ہر ایک منزل میں حق شفعہ حاصل ہوگا - اس کی مثال ایک سہ منزلہ عمارت کی ہے - جس کی ہر منزل  
کا راستہ پختی منزل میں ہے تو بالائی دو منزلوں کے مالک شریک فی طریق ہونے کی وجہ سے پہلی  
منزل میں برابر کے شریک ہوں گے اور اگر بالائی دو منزلوں کا راستہ (پہلی منزل کی بجائے) کسی کوچے

۱۰ ابن تیمیہ: فتاویٰ ابن تیمیہ، ج ۳، طبع ریاض، ص ۳۸

۱۱ مغنی المحتاج، ج ۲، ص ۲۹۶ -

عام میں ہے۔ تو پہلی منزل کی فروخت میں درمیانی منزل کے مالک کو (بالائی منزل کے مالک پر) حق شفعہ میں برتری حاصل ہوگی اور درمیانی منزل کی فروخت میں پہلی اور بالائی منزلوں کے ہر دو مالکوں کو برابر کا حق شفعہ حاصل ہوگا۔

الغرض منقولہ میں حق شفعہ صرف اس وقت ہوگا جبکہ غیر منقولہ کے تابع ہو اور اس طرح فروخت شدہ اراضی میں لگے ہوئے درختوں پر حق شفعہ کی یہی مثال ہے۔

المجلد میں صراحتاً اس ضابطہ کا ذکر ہے۔

لو بيعت العرضة المملوكة مع ما عليها من اشجار والابنية تجرى  
الشفعة في الاشجار والابنية ايضاً تبعاً لارض واما اذا بيعت  
الاشجار والابنية فقط فلا تجرى فيها الشفعة<sup>١</sup>

ترجمہ: ”اگر کوئی اراضی مملوکہ اس پر واقع مکانات اور درختوں کے ساتھ فروخت کی گئی ہے تو شفعہ ان مکانوں اور درختوں پر بھی اس اراضی کے ساتھ ہو سکتا ہے لیکن اگر صرف مکان اور درخت فروخت کیے گئے ہیں۔ اراضی فروخت نہیں کی گئی ہے تو شفعہ نہ ہوگا“

اس کا

مطلب یہ ہے کہ شفعہ جس جائیداد کے ذریعہ سے شفعہ لینا چاہے تو شفعہ کے وقت ہی جائیداد کا ملکیت میں ہونا لازمی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

”ايكهم كانت له ارض او نخل فلا يبعها حتى يعرضها على شريكه<sup>٢</sup>“

ترجمہ: تم میں سے جس شخص کی ملکیت میں کوئی زمین یا نخلستان ہو تو وہ اس کو اس وقت تک نہ بیچے جب تک اپنے شریک کو اس کی پیشکش نہ کرے۔

اسی مسلمہ اصول کے پیش نظر موقوفہ جائیداد میں بھی شفعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ کسی شخص کی ملکیت

۱۔ المجلد، مادہ ۱۰۲۰، ص ۱۹۷

۲۔ سنن نسائی، کتاب البيوع، باب الشركة في النخل، ص ۲۳۳

نہیں ہو کرتی۔ اس وجہ سے وقف جائیداد کی بیع جائز نہیں تو ملکیت کس طرح ثابت ہو سکتی ہے اگر شرعاً کسی موقوفہ جائیداد کی بیع کسی وقت جائز قرار دے دی جائے تو اس کے جواریں رہنے والے کو اس موقوفہ جائیداد پر حق شفعہ حاصل ہو جائے گا۔

الغرض جو وقف کسی حال میں مملوک نہ ہو سکے اس میں شفعہ نہیں اور جو وقف کسی حالت میں مملوک ہو جائے تو اس میں شفعہ ہو سکتا ہے۔ حسب ذیل حوالہ سے تائید ہوتی ہے۔

فمفاد ان ما لا يملك من الوقف بحال فلا شفعة فيه ولا يملك بحال ففيه الشفعة واما اذا بيع بجواره اذا كان بعض المبيع ملكا وبعضه وقفاً وبيع الملك فلا شفعة للوقف<sup>۱</sup> ترجمہ: سرکاری زمینوں کا شمار بھی اسی ضمن میں آتا ہے۔ شفعہ کا کسی کو حق نہیں پہنچتا۔ علامہ ابن نجیمؒ کہتے ہیں۔

وانما تجب في الاراضى التي تملك رقابها حتى لا تجب في الاراضى التي حازها الامام للمسلمين يد فعها بزراعة وانما تجب لحق الملك في الاراضى ..... ما لا يجوز بيعه في العقارات كالآوقاف والمخانات المسبل فلا شفعة في ذلك<sup>۲</sup>۔

ترجمہ: شفعہ صرف ان اراضی میں واجب ہوتا ہے جو کسی کی ذاتی ملکیت میں ہوں چنانچہ جو اراضی امام (گورنمنٹ) نے عام مسلمانوں کے نائندے کی حیثیت سے سرکاری قبضے میں لے لی ہوں اور انہیں مزارعت پر دے رکھا ہو ان میں شفعہ جاری نہیں ہوتا کیونکہ شفعہ اراضی کی شخصی ملکیت کی بنیاد پر واجب ہوتا ہے.... جن غیر منقولہ جائیدادوں کی بیع جائز نہیں ہوتی جیسے اوقاف اور وقف شدہ دکانیں ہیں ان میں شفعہ جاری نہیں ہے۔

۱۔ الشیخ محمد امین ابن عابدین: رد المحتار علی الدر المختار، ج ۵، مکتبہ رشیدیہ کراچی، ۴، ۲۰۱۰، کتاب الشفعہ

۲۔ البحر الرائق، ج ۸، کتاب الشفعہ



ویشترط کوندہ مملوکا کما علم مما قدمہ ویاتی فخرج  
الوقف وکذا الاراضی السلطانیۃ<sup>۱</sup>

ترجمہ: اور شفعہ کے لیے زمین کا شخصی ملکیت میں ہونا ضروری ہے لہذا وقف اور سرکاری مملوکہ  
زمینیں اس سے خارج ہیں۔

شفعہ کا اصلی سبب فروخت شدہ غیر منقولہ جائیداد ہے جو ذاتی ملکیت میں ہو اور یہ ملکیت  
ڈگری صادر ہونے تک قائم بھی رہے ورنہ حق شفعہ ساقط ہو جائے گا۔ اسی اصول کے پیش نظر  
متوفی شفیع کے ورثا کو یہ حق شفعہ منتقل نہ ہوگا۔ کیونکہ جس جائیداد کے سبب حق شفعہ حاصل تھا  
ورثا اس وقت اس کے مالک نہ تھے بلکہ متوفی ہی مالک تھا اور یہ بھی ضروری ہے ڈگری صادر  
ہونے تک یہ ملکیت قائم رہے جبکہ شفیع کی موت کی وجہ سے متوفی کی ملکیت زائل ہو گئی اگر شفیع جائیداد  
مشفوعہ کا بذریعہ تراضی یا بذریعہ حکم حاکم مالک ہونے سے پہلے وفات پا جائے تو حق شفعہ وارثوں  
کو منتقل نہ ہوگا اور یہی احناف کا مسلک ہے۔

ویبطلها (موت الشفیع) بعد البیع قبل القضاء بالشفعة ولا  
ینتقل حق الاخذ بالشفعة الی وارثه<sup>۲</sup>

لومات الشفیع قبل ان یکون مالکاً للمشفوع بتسليمه  
بالتراضی مع المشتري او بحکم الحاكم لا ینتقل حق  
الشفعة الی وراثته<sup>۳</sup>

ترجمہ: اگر شفیع جائیداد مشفوع کا بذریعہ تراضی یا بذریعہ حکم حاکم مالک ہونے سے پہلے  
وفات پا جائے تو حق شفعہ وارثوں کو منتقل نہ ہوگا۔

۱۔ ردالمحتار علی الدر المنثور، ج ۵، ص ۱۵۲ - ۱۵۳

۲۔ شرح النقایہ، ج ۲، ص ۸۴

۳۔ المحلہ، مادہ ۱۰۳۸، ص ۲۰۰

البتہ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کا اس میں اختلاف ہے ان کے نزدیک حق شفعہ قابل ارث ہے۔

شفیع اگر اپنی زندگی میں ڈگری صادر ہونے سے پہلے اپنا مملوکہ مکان فروخت کر دے تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ کیونکہ شفعہ کا اصل سبب شخصی ملکیت تھا جو اب باقی نہ رہا اس وجہ سے عاریہ یا کرایہ پر لی ہوئی جائیدادوں کے اتصال سے حق شفعہ پیدا نہ ہوگا۔

شفعہ کا مطالبہ اپنے حق کے ثبوت اور نفاذ کے لیے نہیں بلکہ حق کو وجود میں لانے کے لیے ہے۔ اس لیے فقہاء کرام نے تصریح کی ہے کہ طلب مواثبت اور طلب اثہاد کی صورت میں مقدمہ دائر کرنے سے قبل متعلقہ شخص انتقال کر جائے تو اس کے ورثا شفعہ کا دعویٰ نہیں کر سکتے خواہ وہ معقول مدت ابھی باقی ہو کیونکہ عدالت کی طرف رجوع کرنے سے قبل مرنے والے کا حق وجود میں نہیں آتا اور جو حق وجود میں نہ آئے اس میں میراث جاری نہیں ہوتی۔

شفعہ کا حق بیع کی صورت میں ہوگا۔ شفعہ کی بنیادی شرط یہ ہے کہ عقد معاوضہ بالمال ہو یعنی مال کا معاوضہ مال کی صورت میں ہو تو حق شفعہ حاصل ہوگا۔

و شرطها معاوضة مال بمال۔

ترجمہ: اور اس کی شرط یہ ہے کہ مال کے بدلے مال ہو۔

وليسبب الشفعة ( الا في البيع ) اي بسبب بيع ( او في هبة بعوض )

ترجمہ: شفعہ صرف اس جائیداد میں ہوگا جس کی بیع کی جائے، یا جو بیع کے ذریعے

فروخت کی جائے یا بعوض ہبہ کی جائے۔

۱۔ ہدایہ، ج ۴، باب ما تبطل به الشفعہ، ص ۴۰۴

۲۔ رد المحتار علی الدر المختار، ج ۵، کتاب الشفعہ

۳۔ ہدایہ اخیرین، ج ۴، باب ما تبطل به الشفعہ، ص ۴۰۴

۴۔ شرح النقایہ، ج ۲، ص ۷۶

۵۔ ایضاً، ج ۲، ص ۸۲

عقد المعاوضة وهو البيع ليه

ترجمہ: عقد معاوضہ کے ذریعے ہوا اور وہ بیع ہی ہوتی ہے۔

عقد معاوضہ بالمال نہ ہو تو شفعہ کا حق پیدا نہ ہوگا۔

الشفعة لا تثبت الا بعقد البيع ليه

ترجمہ: حق شفعہ صرف معاہدہ بیع کے بعد ثابت ہوتا ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ عقد بلا معاوضہ میں جائیداد لینے والا مشتری کی تعریف میں نہیں

آتا چنانچہ مہر، اجارہ، خلع اور قتل عمد کے سلسلے میں حاصل ہونے والی جائیداد پر حق

شفعہ حاصل نہ ہوگا۔ مثال کے طور پر زوجہ کا مہر ہی گھر یا اراضی قرار پائے تو یہ عقد

معاوضہ بالمال نہیں اس وجہ سے یہاں حق شفعہ نہ ہوگا۔

ولا تجب الشفعة في دار جعلت مهرا امرأة او اجرة او عوض

عتق هكذا في التبئين

ترجمہ: شفعہ کسی ایسے گھر میں ثابت نہیں ہوتا جو کسی عورت کے مہر میں دیا جائے یا اجرت

میں دیا جائے۔ یا غلامی سے آزادی (یا طلاق لینے) کے حصول کے عوض میں دیا جائے۔

فلا شفعة في دار تزوج الرجل عليها او خالع المرأة بها او

استاجر بها دارا او غيرها او صالح عن دم عمد او اعتق

عليها عبدا

اگر مذکورہ کسی ایک صورت میں بھی تبادلہ بالمال ہو تو اس میں حق شفعہ حاصل ہو جائے گا۔

اس کی مثال یہ ہے زوجہ کے مہر میں ایک رقم مقرر ہوئی اور بعد میں شوہر مہر کی رقم کے عوض

۱۔ الفوائد الهندية، ج ۵، ص ۱۶۰

۲۔ المحبۃ، مادہ ۱۰۲۱، ص ۱۹۷

۳۔ الفوائد الهندية، ج ۵، ص ۱۶۱

۴۔ شرح النقایہ، ج ۲، ص ۸۲

زوجہ کے حق میں مکان منتقل کر دے تو اس میں شفعہ ہوگا لیکن  
اسی اصول کے پیش نظر ہبہ بلا عوض، وصیت اور میراث کے ذریعہ سے حاصل شدہ جائیداد  
میں شفعہ کا حق بالاتفاق ثابت نہیں۔

لا تجزى الشفعة في العقار الذي ملك لاخر بلا بدل كتملك  
احد عقارا بهبة بلا عوض او بميراث او بوصية<sup>۱</sup>

ترجمہ: شفعہ کا حکم کسی ایسی جائیداد میں جاری نہیں ہوتا جو کسی ملکیت میں بلا عوض آئی ہو مثلاً  
اگر کوئی شخص بذریعہ ہبہ بلا عوض یا بوجہ میراث یا بوجہ وصیت کسی جائیداد کا مالک  
ہو جائے تو اس جائیداد پر حق شفعہ نہیں ہو سکتا۔

البتہ ہبہ بلا عوض یا بشرط عوض میں حق شفعہ ثابت ہوگا کیونکہ ایسا ہبہ (بلا عوض یا بشرط عوض)  
بیع کے حکم میں ہوتا ہے اور یہاں معاوضہ یا شرط معاوضہ کی صراحت ضروری ہے۔

الهبة بشرط العوض في حكم البيع بناء عليه لو هب وسلم  
احد داره المملوكة بشرط عوض يكون جارة الملاصق  
شفيعاً<sup>۲</sup>

ترجمہ: ہبہ بشرط عوض بیع کے حکم میں ہے اس لیے اگر کسی نے اپنا مملوکہ مکان ہبہ بشرط عوض  
کیا تو اس کے ہمسایہ کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔

۱ رد المحتار علی الدر المختار، ۵ ج، کتاب الشفعہ

۲ الحجۃ، مادہ ۱۰۲۳، ص ۱۹۸

۳ الحجۃ، مادہ ۱۰۲۲، ص ۱۹۷